کا علم بھی ہمیں اس کے بتلانے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ چاہے ہم اپنا سینہ اس کے سینے سے ملا دیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی پسند اور ناپسند امور بھی اسکی تعلیم و تلقین اور بتلانے کے بغیر نا ممکن ہے۔ اور بتلانا کلام کے ذریعہ ہوتا ہے، جو وحی الٰہی ہے۔ لہٰذا اجتماعی جذبہ کی تعمیل کے لئے وحی الٰہی دینِ الٰہی اور کلامِ ربانی کا نزول ضروری ہوا۔

وحی کی شکلیں

وحی اور کلام کے ذریعہ انسان کو مرضیاتِ الٰہیہ اور لامرضیات کی تعلیم کی دو صورتیں ہیں ۔۔۔ ۱۔۔۔ انفرادی۔ کہ خداوند تعالیٰ ہر انسان کو وحی کے ذریعہ فرداً فرداً یہ تعلیم دے کہ اسکی مرضیات اور لامرضیات کیا ہیں۔ ایسا کرنا خداوند تعالیٰ کے وقار اور شانِ جلال کے خلاف ہے۔ انسانی حاکم بھی اپنی رعیت کے ہر فرد کو خود جاکر اپنا حکم نہیں پہنچاتا ہے۔ بلکہ بالواسطہ پہنچاتا ہے۔ لہٰذا تعلیم احکام کی دوسری صورت انتخابی متعین ہوئی کہ حضرتِ حق جل مجدہٗ انسانوں میں سے ایک مقدس اور پاک ہستی کو منتخب کر کے اپنا کلام اور اپنی وحی اس پر نازل فرما دیں اور اسی ہستی کے ذریعہ باقی افراد کو احکامِ الٰہیہ کا ابلاغ ہو۔ ایسی ہستی کو شریعت کی اصطلاح میں نبی یا رسول کہا جاتا ہے۔ جس کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرتِ خاتم الانبیاء علیہ السلام پر ختم ہوا کیونکہ وحی محمدی کے احکام ابد تک محفوظ ہیں۔ اور تعلیم و تبلیغ کے لئے انبیاء کی ضرورت نہیں علماء امت کافی ہیں۔ ——— باقی آئندہ

حمد و مناجات

(جناب مولانا غلام محمد صاحب کراچی۔ مؤلف تذکرہ سلیمان)

جاں را کہ گرفتارِ ستم ہائے زمن ہست ۔۔۔ ذکرِ تو شفا بخشِ غم و رنج و محن ہست
وصفت نتواں گفت نہ خاموش تواں ماند ۔۔۔ در بزمِ جہاں تا سخن و لطفِ سخن ہست
تو نورِ نظر عین نظر وز نگہم دور ۔۔۔ چوں جاں کہ بہ تن ہست جدا از تن ہست
تو تابشِ ہر ذرہ و تو نورِ سمٰوات ۔۔۔ بے یادِ تو کاشانۂ دل بیتِ حزن ہست
ربطِ من و تو فاش تواں گفت و لیکن ۔۔۔ مفتی چہ خورند کہ با دار و رسن ہست
یا رب تپشِ شوقِ نہاں تیز و فزوں باد ۔۔۔ تا آں کہ رخِ مرغِ قفس سوئے چمن ہست
چشمیست فرو ماندۂ نظر بستۂ لطفت ۔۔۔ ایں است کہ سرمایۂ بے مایۂ من ہست
از پرتوِ نور قطرۂ شبنم بہ فلک شد ۔۔۔ نومیدیم زانکہ نگاہِ تو بہ من ہست
چوں ماہ ضیا بار ز انوارِ تو بادا ۔۔۔ آں ذرۂ بے نور کہ از خاکِ دکن ہست